قرآنی علم و فہم کا درجۂ حکمت

مولانا محمد تقی امینی (قسط نمبر۹)

"احسنِ تقویم" میں شعور (نوری کرنوں) اور خواہش (نامیاتی لہروں) کے درمیان مناسبت و قوت کے لحاظ سے روابط قائم ہوتے اور جذب وکشش کی حدیں مقرر ہوتی ہیں پھر کرنوں کے پرتو سے لہروں کی کارکردگی میں تبدیلی کی راہ کھلتی ہے۔

بیشمار خصوصیتوں اور صلاحیتوں کی طرح روابط وحدود کے بھی بیشمار درجے اور مرتبے ہیں جو کرنوں اور لہروں کے درمیان مناسبت اور جذب وکشش کی قوت سے وجود میں آتے ہیں ان میں سے کچھ خاص قسم کے رابطے اور حدیں بھی ہیں جو نابغہ اور عبقری صلاحیتوں کے لئے مخصوص ہیں اور جن سے جینیس افراد پیدا ہوتے ہیں ان رابطوں اور حدوں میں کرنوں اور لہروں کا شدید ٹکراؤ ہوتا ہے۔ خواہ دونوں کے درمیان سختی ومضبوطی کی نسبت ہو یا نرمی و لچک کی ہو۔

جینیس (عبقری) کے روابط وحدود دو طریقے سے ظاہر ہوتے ہیں۔

(۱) فجائی ارتقاء۔ اس میں کرنیں ایک دم چھلانگ لگا کر اپنے اظہار پر آمادہ ہوتی ہیں اور پھر لہروں سے شدید ٹکراؤ کی وجہ سے وہ روابط وحدود وجود میں آتے ہیں جو جینیس کے لئے درکار ہیں۔

(۲) تدریجی ارتقاء۔ اس میں بتدریج ارتقاء ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ روابط وحدود ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو جینیس کے لئے درکار ہیں۔

دونوں طریقوں میں جینیس کی صفت پیدائشی وموروثی ہوتی ہے اگر اس کو نشو ونما کا پورا موقع مل گیا تو کسب وریاضت سے اس کے کارنامے

نمایاں ہو جاتے ہیں ۔ اور اگر موقع نہ ملا یا کسب وریاضت اس کے مناسب نہ پا یا گیا تو وہ صفت ٹھٹھر کر رہ جاتی ہے ۔ تدریجی ارتقاء میں وراثت کا اثر سمجھنے میں زیادہ کدوکاوش کی ضرورت نہیں ہوتی جب کہ فجائی ارتقاء میں موروثی اثر مخفی رہتا اور کسی میکانیکی عمل کے دائرہ میں نہیں آتا ہے اس کی مثال اس سمجھئے کہ بالعموم ایک پھول کے بیج سے ایک ہی قسم کے پھول پیدا ہوتے ہیں لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسی بیج سے ایک علاحدہ قسم (SPORT) کا پھول پیدا ہوتا ہے نہ ہر بیج سے اس پھول کی توقع کی جاتی اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیج میں کسی خاص اثر کے بغیر ہی یہ پھول پیدا ہو گیا ہے یہ بھی واقعہ ہے کہ وہی بیج کیمیائی اثر یا شعاع کو قبول کرتا ہے جس میں کچھ خصوصیت پہلے سے موجود ہوتی ہے ورنہ ہر بیج کے ساتھ یکساں عمل میں یکساں اثر قبول کرنے میں دشواری نہ ہونی چاہیئے ۔

دونوں قسم کے جینس میں شعور (نوری کرنوں) اور خواہش (نامیاتی لہروں) کے درمیان شدید ٹکراؤ ہوتا ہے جس کی وجہ سے نفسی قوتوں اور ان کے اظہار میں توازن برقرار نہیں رہ پاتا اور ایک جینیس اپنے میدان میں نادر روزگار ہونے کے باوجود زندگی کے دوسرے میدانوں میں کھویا کھویا رہتا اور غیر متوازن اقدام سے بھی دریغ نہیں کرتا ہے لیکن پہلی قسم میں یہ ٹکراؤ زیادہ نمایاں ہوتا ہے کہ زندگی اس سے ظالمانہ سلوک کرتی اور ماحول اس کے سامنے قدم قدم پر رکاوٹوں کے سنگ گراں حائل کرتا ہے ۔ ایک طرف اندرونی مطالبہ کسی ایک حالت پر سکون سے نہیں رہنے دیتا اور ہر پانے کے بعد دوسرے آگے کو حاصل کرنے کے لئے مضطرب و بے قرار رکھتا ہے اور دوسری طرف ماحول کی ناسازگاریاں اس کے احساسات وادراکات کو کچل دینے پر تلی رہتی ہیں ۔

ظاہر ہے کہ ایک موچی کا بچہ، ایک کسان کا لڑکا، ایک جاہل و گنوار کا بیٹا مدتوں اپنے معمولی کام میں لگا یاس وحرماں کی تصویر بنا رہتا ہے کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ آگے چل کر وہ کیا بنے گا لیکن ایک موقع آتا ہے کہ وہ

تاریخ میں آفتاب و ماہتاب بن کر نمودار ہوتا ہے۔

اس طویل مرحلہ میں اس کی مضطربانہ کیفیت کس درجہ کی ہوتی ؟ حالات و ماحول کی ناسازگاریاں اس کے آبگینہ کو کچل کر کس مقام پر لے آتی ہیں ؟ اس کا اندازہ لگانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر ایسی حالت میں اس کے احساسات و میلانات زندگی کے دوسرے شعبوں میں غیر متوازن ہو جائیں یا پانے کے لئے کھونے کی پالیسی پر اس انداز سے عمل پیرا ہوں کہ اپنے ماحول میں اس کی زندگی ناکام قرار دیدی جائے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے ؟ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ پھولوں کی حفاظت و نگرانی کے لئے کانٹوں کی پہرہ داری و چوکیداری کیوں ضروری ہے ؟ ہم عاجز و مسکین بندے تو بس اتنا ہی جانتے ہیں کہ پھولوں سے استفادہ کے لئے کانٹوں کے برداشت کا حوصلہ ضروری ہے۔

خصوصیتوں، صلاحیتوں، ان میں کمی بیشی اور جینئس کی پیدائش کے سلسلے میں یہ توجیہ اس بنیاد پر ہے کہ شعور کی مستقل اکائی تسلیم کی گئی اور اس کا سرچشمہ نوری کرنوں کو قرار دیا گیا ہے۔ دریں علاحدہ بات ہے کہ جوہر انسانیت میں نہ شعور ہمہ وقت آزاد رہتا اور نہ اس کے اور خواہش کے درمیان ہمہ وقت تضاد کی نسبت برقرار رہتی ہے، جدید دنیا نے اس سلسلے میں جو کچھ کہا ہے اس میں نہ شعور کی مستقل اکائی تسلیم کی گئی اور نہ اس کا سرچشمہ ذہن انسانی ہے جو اربوں خلیات کی مخصوص ترکیب و ترتیب کا نام ہے جن کا دماغ بنتا ہے، یہ خلیات سبھی کے ذہن میں ہوتے ہیں اور انہیں کی ترکیب و ترتیب مختلف افراد کی ذہانتوں میں فرق کا سبب بنتی اور خصوصیتوں، صلاحیتوں، نیز ان میں کمی بیشی کی جسمانی بنیاد ان خلیات کی باہمی ترکیب و ترتیب قرار پاتی ہے چنانچہ ایک خاص قسم کی ترکیب و ترتیب سے کوئی خصوصیت و صلاحیت اور ان میں کمی بیشی پیدا ہوتی ہے اور دوسری قسم کی ترکیب و ترتیب سے کوئی اور خصوصیت و صلاحیت اور ان میں کمی بیشی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح انسانی ذہن، اس سے پیدا ہونے والا شعور مکمل دماغ کے تابع قرار پاتا اور خواہش کی طرح شعور بھی جسم ہی کی طبعی زندگی کے تقاضے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس توجیہ میں د

خلا پایا جاتا ہے اور اس پر جو اعتراض وارد ہوتے ہیں اور جواب میں ناکامی سے جو مایوسی ابھرتی ہے ان سب کی تفصیل اس وقت زیر بحث نہیں ہے۔ غالباً انہیں کا نتیجہ ہے کہ کافی دنوں سے اس قسم کی آوازیں اٹھنے لگی ہیں "شعور، مادّی نہیں ہے"، "شعور مشینی عمل نہیں ہے"، "شعور میکانیکی عمل کا نتیجہ نہیں ہے" یہ آوازیں بجائے خود علم و تحقیق کی دُنیا کی بے اطمینانی پر دلالت کرتی اور کسی خوش آئندہ مستقبل کی نشاندہی کرتی ہیں۔ کیا عجب ہے کہ دوسری بہت سی حقیقتوں کی طرح ان آوازوں کو بھی قبولیت کا درجہ حاصل ہوجائے اور پھر برقی ذرات کی طرح نورانی کرنوں کی جلوہ آرائیوں پر ریسرچ و تحقیق ہونے لگے۔

تاریخ انسانی میں جینیئس کا کردار دو طرح پایا گیا ہے۔

(۱) عام اور (۲) خاص

عام جینیئس میں خواہش شعور کے تابع نہیں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی خواہشات کی زندگی طرح طرح کی ناہمواریوں میں مبتلا رہتی ہے لیکن خاص جینیئس میں خواہش شعور کے تابع ہوکر ناہمواریوں کے اظہار سے محفوظ ہوجاتی ہے۔

خاص جینیئس کا درجہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے جس کے ظہور پذیر ہونے کے لئے کرنوں اور لہروں کا شدید ٹکراؤ کافی نہیں بلکہ خارج سے کچھ مزید نوری قوت پہنچانے کی ضرورت ہے اور پھر اس کے ذریعہ کرنوں اور لہروں کے موجودہ تناسب میں تبدیلی ہوکر شعور اور خواہش میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مثال ایسی سمجھیئے کہ جس طرح برقی و مقناطیسی لہروں کے ڈالنے سے دماغی سیلوں کی برقی اکٹویٹی میں تبدیلی کی جاسکتی ہے جو سیل کے مثبت و منفی چارج کے تناسب میں تبدیلی سے رونما ہوتی ہے اسی طرح مزید نورانی قوت پہنچانے سے رسولؑ اور نبیؑ کے علمی و عملی اکٹویٹی میں تبدیلی کی گئی تھی۔ جو مثبت و منفی (نوری کرنیں و نامیاتی لہریں) چارج کے تناسب میں تبدیلی سے رونما ہوئی تھی۔

پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خارج سے مزید نورانی قوت پہنچانے کی بھی

(بقیہ صفحہ ۱۹ پر)